ابتدائیہ

تحقیقی مجلوں کی یہ مجبوری ہے کہ ان میں تخلیقی مضامین اور مواد بھی تحقیقی رنگ لئے ہوئے ہوتا ہے۔تخلیقی مضامین میں تخلیقی عنصر مصنف کی تخلیقی اپچ اور آزادہ روی سے انجام پاتا ہے۔ پھر دوسری سمت میں قاری بھی موجود ہوتا ہے جوتخلیقی مواد کی قوتِ ترغیب کے تحت تخلیق کو پورا پورا پڑھ ڈالتا ہے۔ یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ خود قاری کے اندر ایک اپنی جمالیاتی لگن بھی ہوتی ہے جومحظوظ ہونے پر آمادہ رہتی ہے اور اپنے جمالیاتی معیار کو ترفع دینے کے لیے خود کوتخلیق کے ترفع پر آمادہ کرنے والے عناصر کے حوالے کر دیتی ہے۔

آج شاعری اور فکشن دونوں کا قاری سو سال قبل کے معصوم قاری سے بہت فاصلے پر آ پڑا ہے۔اگلے زمانوں میں اصناف روایتی تھیں اور قاری معصوم تھا۔ اس میں زندگی کی گھمبیرتا کی موجودہ شکل نہیں تھی۔ اس قاری کا ذوق ذہنی ونفسیاتی پیچیدگیوں سے آلودہ نہ تھا۔ ذوق کی سلامتی، معصومیت اور پاک دامنی قاری کو قرآت کے عمل کے دوران تخلیق کی تمام جمالیاتی جہتوں سے جوڑ دیتی تھی۔لیکن آج یہ سوال کہ موجودہ قاری کس نہج کا ہے، اس سوال سے جڑا ہوا ہے کہ آج کے انسان کی ذہنی ساخت کیا ہے۔آج کا انسان اشیا کی ماہیت سے زیادہ ان کے استعمال سے معاملہ رکھتا ہے۔ اسی طرح آج کا قاری بھی تخلیقی ادب سے لطف اندوزی کی معصومیت سے بہت دور جا پڑا ہے اور اس کی وجہ موجودہ دور کے نت نئے تصورات اور تھیوریز ہیں۔ قاری کی ذاتی بے ذوقی اس کے لیے نقصان کا سبب ہوا کرتی ہے مگر موجودہ دور کی ادبی تنقید اور نظریہ کی پیدا کردہ بد ذوقی نے تو ایک طرف ادب کومشینی بنا دیا ہے اور دوسری قاری کے مزاج کو بھی ریاضیاتی فارمولوں کا عادی کر دیا ہے۔ اصل خرابی یہی ہے۔آج کی تخلیق اور تنقید دونوں قاری کو ہر طرح سے متاثر کرتی ہیں لیکن اگر نہیں کرتیں تو قاری کے ذوقِ جمال کی تشکیل نہیں کرتیں۔موجودہ تنقید، یعنی مابعدجدیدیت کی تنقیدی نظریہ بازی ایک صحرائے خشک کا سفر ہے۔ آج کے سائنسی ترقیوں کے زیر اثر یہ مابعد جدید تنقید اور تخلیقات سائنسی بھی ہوتی ہیں، تجزیاتی بھی ہوتی ہیں،لسانیاتی فلسفوں کی بھول بھلیوں میں بھی گم رہتی ہیں لیکن یہ تھیوریز آج کے قاری کو، جو پہلے ہی کم ذوقی سے تر دامن ہے، شاعری کی خوبصورتی، افسانے کے فن اور زبان کے اعلیٰ ذوق سے آشنا نہیں کرتیں۔

اردو شاعری کی ادبی روایت میں اچھے شعر پر محفل کا جھوم اٹھنا کس قدر قوی جمالیاتی قدر تھا،اور اس معاشرے نے ذوق کی اس پرورش اور تشکیل میں کیا کردار ادا کیا تھا، آج کے تنقیدی مباحث اس کا بہت کم شعور رکھتے ہیں۔خراب حالی کا یہ عمل آج کے انسان کی نہ حیران ہونے کی منفی صلاحیت سے تشکیل پایا ہے۔آج کی تنقید ہمیں ذہنی خوراک تو دیتی ہے جس سے ہمارے عصبی نظام میں ہلچل ہو جاتی ہے لیکن اس سے ہماری آتشِ شوق کو مہمیز نہیں ملتی۔ یہی آج کی تخلیق اور تنقید سے باذوق قاری کا شکوہ ہے۔ مابعدجدید تنقید جس انتہائی آخری نقطے پر ادب کو لے آئی ہے اس نقطے سے واپسی کا ضروری زادسفر ذوقِ ادب اور سوزِ عشق وجنوں کی بیداری سے مشروط ہے۔

معیار کے اس شمارے میں تحقیقی وتنقیدی نظری مباحث اور ناول، داستان، افسانہ اور شاعری کی کشود کرنے والے مقالات شامل ہیں۔ امید ہے کہ معیار شمارہ چودہ کے مضامین اردو ادب کے سنجیدہ اور عام قاری کے ذوق ادب کی پرورش اور بڑھوتری میں مددگار ثابت ہونگے۔

معیار کا شمارہ ۱۴ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی رائے کا منتظر ہے۔

مدیر
عزیز ابن الحسن